باسمہ تعالی

محترم مفتیان کرام دار العلوم کراچی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ آں حضرات بخیریت وعافیت سے ہونگے۔ مندرجہ ذیل مسئلہ پیش آیا ہے۔ جواب مع حوالہ مرحمت فرمائیں

مختلف بنکوں کے یہاں کریڈٹ کارڈ (credit card) استعمال کرنے پر مستعمل (حامل البطاقۃ) کو پوئنٹ (point) ملتا ہے۔ بحوث فقہیۃ معاصرۃ جلد دوم میں جہاں پر حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے اس طریقۂ کار کے بارے میں بحث کی ہے اس کا مطالعہ کرنے کے بعد بندہ کی سمجھ میں یہ بات آئی کہ چونکہ یہ پوئنٹ ایک تبرع ہے مقرض کی طرف سے اسی وجہ سے اس کو ربا شمار نہیں کرینگے کیونکہ ربا اس وقت ثابت ہوگا جب تبرع مستقرض کی طرف سے ہو۔ البتہ شامی اور دیگر فقہی کتابوں میں ربا کی تعریف اس طرح بیان ہوئی ہے کہ: (هو) . . . (فضل) . . . (خال عن عوض) . . . (بمعيار شرعي) . . . (مشروط) ذلك الفضل (لأحد المتعاقدين) أي بائع أو مشتر . . . (في المعاوضة)

(قوله أي بائع أو مشتر) أي مثلا فمثلهما المقرضان والراهنان . رد المحتار ٥ / ١٦٨

اس تعریف سے معلوم ہوتا ہے کہ مقرض کی طرف سے بھی جو تبرع مشروط ملتی ہے وہ ربا میں شمار کیا جائیگا

اب بندہ کو خلجان ہے کہ ان پوئنٹ کو ربا شمار کر کے چھوڑ دینا چاہئے یا ان کو تبرع محض شمار کر کے اس سے فائدہ اٹھاؤں۔ امید ہے کہ آں حضرات بندہ کا اس خلجان کو رفع کرے

(جواب منسلکہ ورق پر ملاحظہ فرمائیں)

دار الافتاء
فتوی نمبر ۴۲/۱۶۸

جزاکم اللہ خیرا

بندہ یوسف ملا

دربن - جنوبی افریقا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامداً و مصلیاً

مذکورہ مسئلہ سے متعلق شرعی حکم وہی ہے جو "بحوث فی قضایا فقهية معاصرة" میں مذکور ہے، کیونکہ مُقرِض اگر مستقرض کو کوئی ہدیہ یا نفع دے تو وہ سود میں داخل نہیں ہوتا، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ مستقرض سے نفع لینے کی ممانعت کی جو علت ہے کہ مستقرض، مُقرِض کے دباؤ میں آکر اس کو نفع دیتا ہے اور مُقرِض اپنے قرض کی وجہ سے نفع حاصل کرتا ہے، وہ علت یہاں نہیں پائی جاتی، کیونکہ مُقرِض کسی قسم کے دباؤ میں نہیں آتا، بلکہ وہ اپنے اختیار سے دیتا ہے، مستقرض کسی بنیاد پر اس سے مطالبہ نہیں کر سکتا، اور نہ ہی مستقرض کو کوئی ہدیہ دینے میں مُقرِض کا فائدہ ہے بلکہ وہ مُقرِض کی طرف سے محض تبرع ہے، جو سود میں داخل نہیں۔

اور سوال میں علامہ شامیؒ کی جس عبارت (لأحد المتعاقدين...و مثلهما المقرضان و الراهنان) کا حوالہ دیا گیا ہے اس میں اگرچہ " المقرضان و الراهنان " تثنیہ کے صیغہ کے ساتھ استعمال ہوئے ہیں، جس سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ مُقرِض اور مستقرض، اِسی طرح مرتہن اور راہن دونوں میں سے کسی کیلئے بھی زیادتی مشروط ہو تو وہ ربا میں داخل ہے، اور یہ اشکال اس وجہ سے اور بھی زیادہ قوی ہو جاتا ہے کہ "راہن" درحقیقت مقروض ہوتا ہے، جبکہ مذکورہ عبارت میں "مُقرِض" کے ساتھ ساتھ "راہن" کیلئے مشروط زیادتی کو بھی ربا کہا گیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ زیادتی خواہ مُقرِض کیلئے مشروط ہو یا مستقرِض کیلئے، دونوں صورتوں میں ربا ہے؟ لیکن اس کا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ یہاں تثنیہ کا صیغہ دو مختلف جہتوں کو بیان کرنے کیلئے استعمال کیا گیا ہے، اور غالباً یہ بتلانا مقصود ہے کہ اگر عقدِ قرض میں یا عقدِ رہن میں زیادتی مشروط ہو تو وہ مُقرِض و مستقرض، اسی طرح مرتہن و راہن دونوں کے حق میں ربا ہے، مُقرِض و مرتہن کیلئے سود لینے کے اعتبار سے اور مستقرِض و راہن کیلئے سود دینے کے اعتبار سے۔ اس عبارت کا یہ مطلب نہیں کہ مستقرِض کیلئے جو نفع مشروط ہو وہ بھی ربا ہے، چنانچہ شرح المجلہ میں جہاں اس بحث کو ذکر کیا گیا ہے وہاں بائع اور مشتری کے ساتھ "مُقرِض اور مرتہن" کی صراحت کی گئی ہے، اِسی طرح شرّاحِ حدیث میں سے علامہ مناویؒ نے فیض القدیر اور التیسیر بشرح الجامع الصغیر میں "کل قرض جر منفعة" کی تفسیر میں " إلى المقرض " کی قید لگائی ہے جس کا حاصل بھی یہی ہے کہ مُقرِض کیلئے جو نفع مشروط ہو وہ ربا ہے۔ واللہ سبحانہ اعلم

(جاری ہے۔۔۔)

دار الافتاء

Scanned by CamScanner

فيض القدير – (٥ / ٣٦) .

٦٣٣٦ – (كل قرض جر منفعة) إلى المقرض (فهو ربا) أي في حكم الربا فيكون عقد القرض باطلا فإذا شرط في عقده ما يجلب نفعا إلى المقرض من نحو زيادة قدر أو صفة بطل.

التيسير بشرح الجامع الصغير . للمناوى – (٢ / ٤٢٢)

(كل قرض جر منفعة) إلى المقرض (فهو ربا) أي في حكم الربا فيكون حراماً وعقد القرض باطلاً (الحرث) بن أبي أسامة (عن علي) وإسناده ساقط

الدر المختار – (٥ / ١٦٨)

(فضل) ولو حكما فدخل ربا النسيئة والبيوع الفاسدة فكلها من الربا .... (خال عن عوض) ...... (بمعيار شرعي مشروط) ذلك الفضل (لأحد المتعاقدين) أي بائع أو مشتر فلو شرط لغيرهما فليس بربا بل بيعا فاسدا

حاشية ابن عابدين – (٥ / ١٧٠)

(قوله أي بائع أو مشتر) أي مثلا فمثلهما المقرضان والراهنان قهستاني قال: ويدخل فيه ما إذا شرط الانتفاع بالرهن كالاستخدام والركوب والزراعة واللبس وشرب اللبن وأكل الثمر فإن الكل ربا حرام كما في الجواهر والنتف اهـ ط

شرح المجلة: (٢/٤٤٢) .

المراد بأحد المتعاقدين البائع و المشتري، ومثلهما المقرض والمرتهن فالفضل المشروط لواحد منهما ربا............ **والله سبحانه وتعالى اعلم بالصواب**

محمد حذیفه عفا الله عنه

دار الافتاء جامعه دار العلوم کراچی

۲۹۔ جمادی الثانیہ۔ ۱۴۳۵ھ

۳۰۔ اپریل۔ ۲۰۱۴ء

الجواب صحیح
احقر محمود اشرف غفر الله له
٢٩/٦/١٤٣٥ھ

الجواب صحیح
بندہ عبد الرؤف
٢٩/٦/١٤٣٥

الجواب صحیح
٢٩/٦/١٤٣٥ھ

الجواب صحیح
یعقوب عفی عنہ
١/٧/١٤٣٥ھ

دار الافتاء
مفتی

الجواب صحیح
١/٧/١٤٣٥ھ

الجواب صحیح
عبد الحمید
٢/٧/١٤٣٥ھ